بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کا ظہور
اور صدی کے سر سے مراد؟

حدیث شریف میں آتا ہے کہ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (مشکوۃ شریف جلد ا بحوالہ ابوداؤد کتاب الملاحم باب مایذ کرفی قرن المئۃ) ترجمہ۔"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس اُمّت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔" (مشکوۃ شریف جلد ا بحوالہ ابوداوٗد کتاب الملاحم باب مایذ کرفی قرن المئۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ " یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسی کو بھی اس سے بے خبری نہ ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد کو بھیجتا ہے جو دین کے اس حصہ کو تازہ کرتا ہے جس پر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ مجدّدین کے بھیجنے کا اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے جو اُس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْن میں فرمایا ہے۔"(ملفوظات جلد ۴، صفحہ ۲)

حضور علیہ السلام کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت استخلاف اور آنحضور ﷺ کی یہ حدیث جس میں آپ ﷺ نے ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے دراصل آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْن کی تفسیر ہیں۔ اگر حضرت مہدی موعودؑ کے بعد اس حدیث کو منسوخ سمجھا جائے تو پھر وہ آیت جس کی یہ حدیث تفسیر ہے بھی منسوخ ہو جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں۔ پس قرآن مجید سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مجدّدین کے ہر صدی کے سر پر ظاہر ہونے کا سلسلہ قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ اور قرآن کریم کا کوئی شوشہ بھی قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتا۔

چند مجدّدین کے دعوے ان کی اپنی زبانی:

بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سچے مجدد کیلئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ لفظی الہام پیش کرے جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مجدد کے طور پر مامور کیا ہے۔ حالانکہ مجددین کی ماموریت کیلئے لفظی الہام کی کوئی شرط نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ لفظی الہام کے ذریعے بھی اور غیر لفظی الہام کے ذریعے بھی انہیں مامور کر سکتا ہے جسے وہ اپنے الفاظ میں اپنی قوم کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل مجددین کے دعوے سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی:

ترجمہ۔ حکمت کا دور ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعت مجددیّت پہنادی۔(تفہیمات الٰہیہ، بحوالہ بعثت مجددین، صفحہ ۲۴ مصنف سید اختر حسین گیلانی مولوی فاضل)

حضرت امام جلال الدین سیوطی:

ترجمہ:۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں مجدد ہوں۔(تفصیل بر صفحہ 15۔ رسالہ ہذا۔ بحوالہ بعثت مجددین، صفحہ ۲۴)

حضرت سید احمد بریلوی

ترجمہ۔ اسی خلوت اور برکت کے طفیل مجھے منصب امامت پر مشرف کیا گیا میں مجدد کی حیثیت سے یہ کہتا ہوں خدائے پاک عالم سرائر والخفیات گواہ ہے کہ جہاد کی طرف دعوت اور کفر وعناد کے ازالہ کا خیال اخلاص سے بھرے ہوئے دل سے جوش مار رہا ہے۔" (سوانح احمدی مصنفہ محمد جعفر تھانیسری صفحہ ۲۴۵۔ خط سید صاحب بنام خانخاناں غلجائی رئیس قلات، بحوالہ بعثت مجددین، صفحہ ۲۵)

مرزا غلام احمد علیہ السلام:

"جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تُو اس صدی کا مجدّد ہے۔" (تذکرہ، صفحہ ۳۵)

مجدد کے ظہور کا وقت:

مجدد کے ظہور کے وقت کی سب سے بڑی گواہی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو حدیث مجددین میں موجود ہے۔ جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔" عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ" یعنی ہر صدی کے سر پر۔ اسلئے صدی کے سر پر ایک مامور مجدد کا مبعوث ہونا ایک ضروری امر ہے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ بعض صدیوں میں ایک سے زیادہ مجددین بھی گذرے ہیں اس صورت میں اگر کوئی مجدد صدی کے وسط میں بھی آیا ہو تو یہ بات ہر گز حدیث مجددین کے خلاف نہیں ہے کیوں کہ اس حدیث میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے اور صدی کے وسطی حصہ میں کسی مجدد کے آنے کی ممانعت بیان نہیں ہوئی۔ جبکہ قرآن کریم سے حسب ضرورت مامورین کا آنا بھی ثابت ہے۔ لہٰذا یہی سمجھا جاتا ہے کہ صدی کے وسط میں کسی مجدد کا آنا حدیث مجددین کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن چونکہ حدیث مجددین میں صدی کے سر پر آنے کی شرط موجود ہے لہٰذا اس حدیث کے مطابق ایک مجدد کا صدی کے سر پر آنا ایک لازمی امر ہے۔ اس سے انکار ممکن نہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ حضور علیہ السلام نے تمام مامور مصلحین یا مجددین کے آنے کا وقت صدی کا سر ہی بتایا ہے۔ اس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

صدی کے سر یا رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ سے کیا مراد ہے؟

عربی لغت المنجد کا بیان:

عربی لغت کی کتاب "المنجد" میں لکھا ہے۔ راس الشھر او العام۔ اول یومہ۔ راس الشھر یا راس العام کے معنی ہیں مہینے یا سال کا پہلا دن۔ پس راس المائۃ کے معنے صدی کے پہلے سال یا ابتدائی وقت کے ہوں گے۔

عون المعبود شرح ابی داؤد کا بیان:

عون المعبود شرح ابی داؤد جلد ۴ صفحہ ۱۴۹ پر لکھا ہے۔ "ترجمہ۔ طیبی نے کہا ہے کہ راس سال کے آخر پر استعمال ہو جاتا ہے۔ اور سال کے آخر کو راس کہنا اس اعتبار سے ہے کہ وہ دوسرے سال کا مبدا ہوتا ہے۔"

اسی طرح عون المعبود شرح ابی داؤد جلد ۴ صفحہ ۱۸۰ پر لکھا ہے کہ

ترجمہ۔ "امام مناوی فتح القدیر کے مقدمہ میں علی راس کل مائۃ کے نیچے فرماتے ہیں یعنی صدی کے ابتدا میں کسی چیز کا راس اس کا اوپر کا حصہ ہوتا ہے۔ اور مہینہ کا راس اس کی ابتداء ہے۔"

اردو لغت کی رو سے "سر" کے معنی آغاز، اختتام کے بھی ہوتے۔ صدی کا سر دراصل دو صدیوں کا سنگم ہوتا ہے۔ ایک صدی کا آخری حصّہ یا اختتام اور اگلی صدی کا آغاز یا ابتدائی حصّہ اس اگلی (نئ) صدی کا سر کہلاتا ہے۔ اس آغاز اور اختتامی حصّے کے علاوہ جو عرصہ ہوتا ہے وہ صدی کا سر یا آغاز یا اختتام نہیں کہلاتا۔ اب اگر آپ عام قاعدے یا حساب کی رو سے دیکھیں تو صدی میں سو (۱۰۰) سال ہوتے ہیں اور صدی کا درمیان پچاس (۵۰) سال پر ہوتا ہے۔ صدی کے وہ سال جو صدی کے درمیان یعنی پچاس (۵۰) سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ صدی کے آغاز یا اختتام کے مقابل، تو وہ سال صدی کا سر یا صدی کا آغاز یا ابتدائی حصّہ یا صدی کا اختتام یا اختتامی حصّہ نہیں کہلا سکتے۔ اور یہ درمیانی عرصہ جو کہ پچاس (۵۰) سال کا بنتا ہے صدی کا سر نہیں کہلاتا جبکہ ابتدائی پچیس (۲۵) اور آخری پچیس (۲۵) سال (مجموعی طور پر یہ بھی پچاس (۵۰) سال بنتے ہیں) صدی کا سر کہلاتے ہیں۔ یعنی کسی صدی کے ابتدائی پچیس (۲۵) سال اس صدی کا سر کہلاتے ہیں اور آخری پچیس (۲۵) سال آگے نئ شروع ہونے والی صدی کا مبداء ہونے کی وجہ سے اس صدی کا سر کہلاتے ہے۔

ایک صدی کے ابتدائی پچیس (۲۵) سال کا صدی کا سر کہلانے پر حضرت حکم وعدل علیہ السلام کی شہادت:

حضرت حکم وعدل علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"بیرونی حملے ایسے خطرناک ہیں کہ قریب ہے کہ اسلام کو بیخ وبن سے اُکھاڑ پھینکیں تو کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ کسی کو خدا تعالیٰ اسلام کی حمایت کے واسطے مبعوث فرماتا اور کوئی مجدّد بھیجتا جو اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو سنبھال لیتا۔ صدی کا سر بھی گذر گیا مگر کُل وعدے جُھوٹے ہی جُھوٹے نکلے؟ تو پھر تم ہی بتاؤ کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں کہ خدا اسلام کی خبر گیری کرتا؟" (ملفوظات جلد پنجم ۱۹۰۶ تا ۱۹۰۸ صفحہ ۵۸۶)۔

ایک صدی کے ابتدائی پچیس (۲۵) سال اس صدی کا سر کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام اس عبارت میں فرماتے ہیں کہ "صدی کا سر بھی گذر گیا" حضور علیہ السلام کا یہ بیان ۱۹۰۶ سے ۱۹۰۸ کے درمیان کا ہے۔ اگر آپ اس بیان کو ۲۶ مئی ۱۹۰۸

یعنی ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۶ ہجری کا یعنی جس دن حضور علیہ السلام کی وفات ہوئی کا بھی سمجھ لیں تو بھی یہی بات ثابت ہو جاتی ہے کہ صدی سے ۲۵ ویں سال پر صدی کا سر اختتام پزیر ہو جاتا ہے۔ اب ناصر احمد سلطانی صاحب بتائیں کہ ان کا دعویٰ صدی سے ۳۲ سال گذرنے کے بعد کا ہے۔ تو پھر ان کا دعویٰ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں ہی نہیں آتا۔ لہذا ہر ذی شعور انسان کے لئے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کا دعویٰ مجددیت نامعقول اور جھوٹا دعویٰ ہے۔

ایک صدی کے آخری حصّے کا اگلی صدی کا سر کہلانے کے بارے میں حضرت حکم وعدل علیہ السلام کی شہادت:

حضرت حکم وعدل علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جب تیر ھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تُو اس صدی کا مجدّد ہے۔" (تذکرہ، ۳۵)۔ پھر آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ۔

"جو کچھ ہمارا دعویٰ ہے کیا یہ صدی کے سر پر ہے یا نہیں؟ اگر ہم نہ آتے تب بھی ہر ایک عقلمند کے لئے اور خدا ترس کو لازم تھا کہ وہ کسی آنے والے کی تلاش کرتا۔ کیونکہ صدی کا سر آ گیا تھا اور اب تو جب کہ بیس برس گزرنے کو ہیں اور بھی زیادہ فکر کی ضرورت تھی۔ (ملفوظات جلد دوم، صفحہ ۳۶۴)

حضور علیہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے ۱۲۹۰ ہجری میں مبعوث فرمایا تھا۔ پس ثابت ہوا کہ ایک صدی کے اخیر (یعنی ۷۵ ویں سال یا اس کے بعد کا وقت سے لے کر اگلی صدی کے شروع ہونے تک کا وقت) یعنی صدی کے آخری پچیس (۲۵) سال اگلی یعنی نئ شروع ہونے والی صدی کا سر بھی کہلاتے ہے۔

"راس" کے ایک اور دلچسپ معنیٰ:

عربی لغت کی کتاب "المنجد" میں یہ بھی لکھا ہے کہ۔ ویقال فعلہ راساً ای فعل ابتدا غیر مستطرد الیہ من غیرہ۔ کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ کام "راس" میں کیا جس کے معنے یہ ہیں کہ کسی اور شخص کی اس کام تک رسائی سے پیشتر ابتداء میں ہی اس نے یہ کام کیا۔

ابتداءً دعویٰ کرنا سچے کی شناخت پر ایک بھاری دلیل ہوتی ہے:

اس سلسلے میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "مگر یاد رکھو کہ سچے کی نشانی یہ بھی ہے کہ وہ سب سے پہلے دعویٰ کرتا ہے وہ کسی کی رِیس نہیں کرتا۔ ابو سفیان وغیرہ جب کُفر کے زمانہ میں قیصر کے پاس گئے تو اُس نے ان سے یہی پُوچھا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے بھی کسی نے دعویٰ کیا ہوا ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تب اُس نے کہا کہ اگر اس سے پہلے کوئی دعویٰ کرنے والا ہوتا تو میں یہی سمجھتا کہ یہ رِیس کرتا ہے۔ ابتداءً دعویٰ کرنا یہ سچے کی شناخت پر ایک بھاری دلیل ہے۔ دیکھو چھبیس ستائیس برس گذر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں تو ایک بچہ بھی پیدا ہو کر باپ بن سکتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۵، صفحہ ۲۵۶)

پھر اسی ضمن میں حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں۔

پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے۔ مگر جُھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ سچا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اُس کی رِیس کر کے جھوٹے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی نے اس طرح خدا تعالیٰ سے الہام پاکر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ ہمارے دعویٰ کے بعد چراغ دین اور عبد الحکیم اور کئی دوسرے ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔ (ملفوظات، جلد ۵، صفحہ ۲۴۳)

اب اگر اس صدی یعنی پندرھویں صدی کے مدعیان کو دیکھا جائے تو اس صدی میں سب سے پہلے امام وقت حضرت عبد الغفار جنبہ صاحب کا ظہور ہوا جن کا دعویٰ مصلح (مجدد) موعود ہونے کا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۴۰۴ ہجری یعنی 1983 میں مبعوث فرمایا۔ باقی مدعیان بعد کی پیداوار ہیں۔ مثلاً منیر احمد اعظم صاحب (۱۴۲۴ ہجری یعنی 2004)، ظفر اللہ دومن صاحب (۱۴۲۴ ہجری یعنی 2004) اور ناصر احمد سلطانی (۱۴۳۲ ہجری یعنی 2011) وغیرہ۔ حضور علیہ السلام نے جو یہ ایک آسان اور بھاری دلیل پیش فرمائی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علی وسلم کی حدیث کے معنی سے بھی ثابت ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اس سے بھی امام وقت حضرت عبد الغفار جنبہ صاحب کی صداقت ثابت ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس مضمون کا مقصد عبد الغفار صاحب کی صداقت ثابت کرنا نہیں ہے لہٰذا میں اسے یہاں چھوڑ تا ہوں۔

سلطانی صاحب کے مضمون "صدی کا سر اور مجدد کی بعثت" پر ایک نظر:

سلطانی صاحب اپنے اس مضمون میں لکھتے ہیں کہ۔

"انگریزی زبان میں راس کو ہیڈ کہتے ہیں تو جیسے ہیڈ آفس یا ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ اہمیت رکھتا ہے اسی طرح صدی کا وہ حصہ جس میں مجدد بنفس نفیس موجود ہو وہ خاص اور بنیادی اہمیت کا حامل ہو گا۔ گویا وہ حصہ ہی تو ہے جسے باوجود مقدار میں ایک کم حصہ ہونے کے پوری صدی قرار دیا جائے۔ چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ روحانی دنیا میں مجدد اور مامور کا زمانہ قیمتی ترین زمانہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے زمانہ کو لیلۃ القدر کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔" (صفحہ نمبر ۳)

سلطانی صاحب سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ وہ ثابت کریں کہ ان کا دعویٰ حدیث مجددین کے مطابق صدی کے سر پر ہے؟ یہاں راس المائۃ یعنی صدی کے سر کے معنی بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ صدی کا سر دراصل وہی وقت ہوتا ہے جب کوئی مامور مجدد مبعوث ہوتا ہے۔ یعنی مجدد کے مبعوث ہونے کا وقت ہی صدی کا سر کہلاتا ہے اور یہی لیلۃ القدر ہے۔ حالانکہ بات اس طرح نہیں ہے۔ دراصل مامورین کا آنا لیلۃ القدر سے بندھا ہوا ہے۔ اور لیلۃ القدر دراصل جہالت و گمراہی کے عروج کے زمانہ کا نام ہے۔ اور اس جہالت و گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیرے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ آسمانی بارش ہو یعنی خدا کا مامور اور اس کے فرشتے نازل ہوں جو ان اندھیروں کو دور کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ۔

"خدا تعالیٰ سورۃ القدر میں بیان فرماتا ہے بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اُس کا کلام اور اس کا نبی لیلۃ القدر میں آسمان سے اُتارا گیا ہے اور ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی آتا ہے۔

تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر اُس ظلماتی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کر دے۔ اور اس زمانہ کا نام بطور استعارہ لیلۃ القدر رکھا گیا ہے۔ مگر در حقیقت یہ رات نہیں ہے۔ یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے۔"

پس ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر یعنی ظلمات کے عروج کا زمانہ جب آتا ہے تو تب خدا کے مامور اور فرشتے زمین پر اُتارے جاتے ہیں نہ کہ نعوذ باللہ خدا کے مامورین اور فرشتوں کے قدم جب بھی زمین پر پڑتے ہیں یہ ظلماتی رات چھا جاتی ہے اور صدی کا سر یا لیلۃ القدر کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے۔ حیرت ہے سلطانی صاحب دعویٰ مجددیت کا کرتے ہیں اور کس قدر گمراہ کن باتیں کر رہے ہیں۔

حضور علیہ السلام اسی تسلسل میں آگے فرماتے ہیں۔

"نبی کی وفات یا اُس کے روحانی قائم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاختتام کرنے والا اور انسانی حواس کے الوداع کی خبر دینے والا ہے گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے۔ تب آسمانی کاروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے۔ جو نئی صدی کے سر پر ظاہر ہو رہتے ہیں۔"

حضور علیہ السلام نے بھی اس اقتباس میں لیلۃ القدر یعنی صدی کے سر کے آغاز کا زمانہ ایک اوسط انسانی عمر ہزار مہینہ یعنی ۸۳ سال کے قریب ہی بتایا ہے۔ میں پہلے ہی صدی کے سر پر ایک تفصیلی بحث کر چکا ہوں اور یہ ثابت کر چکا ہوں کہ صدی کا سر ایک صدی کے آخری ۲۵ سال اور نئی شروع ہونے والی صدی کے ابتدائی ۲۵ سال اس نئی صدی کا سر کہلاتے ہیں۔ اور نئی صدی کے ابتدائی ۲۵ سال کے بعد صدی کے سر کے ختم ہونے کے متعلق میں حضور علیہ السلام کے اپنے الفاظ سے ثابت کر چکا ہوں اور حضور علیہ السلام کے ان الفاظ کو سلطانی صاحب نے اپنے مضمون میں تسلیم بھی کیا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ صدی کا سر یعنی لیلۃ القدر کا دور انہی ۵۰ سال پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسی دور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مبعوث ہوئے تھے اور حضور علیہ السلام بھی۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہر صدی میں ایک مجدد بھی اسی دور میں مبعوث ہوتا رہا اور قیامت تک مبعوث ہوتے رہیں گے جیسا کہ حضور علیہ السلام فرما چکے ہیں کہ "ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی آتا ہے"

سلطانی صاحب مزید کہتے ہیں۔ "درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔ ان میں حضرت مہدی و مسیح علیہ السلام صدی میں سے مختلف بڑے حصوں کے گذر جانے کا ذکر فرماتے ہیں کہیں یہ فرماتے ہیں کہ صدی سے انیس برس گذر گئے، کہیں یہ فرماتے ہیں اب بیسواں سال بھی شروع ہو گیا، کہیں یہ فرماتے ہیں بیس برس گذرنے کو ہیں، کہیں یہ فرماتے ہیں چوبیس سال صدی میں سے گذر گئے۔ مگر کہیں یہ نہیں فرمایا کہ اب تو مجدد کے ظہور کا وقت ہی گذر چکا ہے۔ اب تو کوئی دعویٰ بھی کرے گا تو جھوٹا ہو گا کیونکہ دعویٰ تو صدی کے صرف آغاز میں ہی کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس بات کی تاکید فرماتے ہیں کہ اب تو اور بھی شدت سے ضرورت ہے کیونکہ وقت کافی ہو گیا ہے۔"

سلطانی صاحب اپنے مضمون میں یہ کہہ چکے ہیں کہ (۱) حدیث مجددین کے مطابق مجدد کی بعثت صدی کے سر پر ہوتی ہے۔(۲) راس المائۃ یعنی صدی کے سر کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ وہ اہم ترین وقت ہوتا ہے جس میں مجدد بنفس نفیس خود موجود ہوتا ہے۔ اور یہی زمانہ لیلۃ القدر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور (۳) سلطانی صاحب حضور علیہ السلام کے اس اقتباس سے اتفاق بھی کر چکے ہیں کہ "ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی آتا ہے۔" پھر آگے اپنے اس مضمون میں کہتے ہیں کہ "حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۸ میں (یعنی صدی سے ۲۵ سال گذر جانے کے بعد۔ ناقل) صدی کا سر گزر جانے کے بعد زندگی کے آخری سال میں، صدی کا سر گزر جانے کا ذکر فرمایا" جب حضور علیہ السلام نے صدی سے ۲۵ سال گزر جانے کے بعد یہ فرما دیا کہ صدی کا سر یعنی لیلۃ القدر کا زمانہ گزر جاتا ہے۔یعنی ہر ایک مامور کے آنے کا وقت گزر جاتا ہے اور اگر اس وقت کے دوران کوئی مامور نازل نہ ہو تو مامورین کے آنے کے متعلق وعدے جھوٹے ہو جاتے ہیں اور یہ صاحب کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ صدی کا سر گزر جانے پر مجدد کے آنے کا وقت گزر جاتا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ حوالہ آپ ایک دفعہ اور پڑھ لیں۔ حضور فرماتے ہیں۔

"بیرونی حملے ایسے خطرناک ہیں کہ قریب ہے کہ اسلام کو بیخ و بن سے اُکھاڑ پھینکیں تو کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ کسی کو خدا تعالیٰ اسلام کی حمایت کے واسطے مبعوث فرماتا اور کوئی مجدّد بھیجتا جو اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو سنبھال لیتا۔ صدی کا سر بھی گذر گیا مگر کُل وعدے جُھوٹے ہی جُھوٹے نکلے؟ تو پھر تم ہی بتاؤ کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں کہ خدا اسلام کی خبرگیری کرتا؟" (ملفوظات جلد پنجم ۱۹۰۶ تا ۱۹۰۸ صفحہ ۵۸۶)۔

پھر اسی طرح ایک اور جگہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے ایسی حالت میں اسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ وعدہ دیا ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص کو بھیجتا رہے گا جو تجدید دین کیا کرینگے مگر چودھویں صدی کا سرا تو بجائے خود چھبیس برس بھی گذر گئے۔ آنے والا حسب وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین وقت پر آ گیا مگر یہ لوگ اب تک بھی شک میں ہیں۔ " (ملفوظات جلد ۵، صفحہ ۶۶۵)

اس اقتباس میں بھی حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صدی کا سر یعنی مجدد کے آنے کا وقت گزر گیا اور آنے والا آ گیا۔ پھر ایک اور جگہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اور پھر دیکھو کہ یہ لوگ خود بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد آیا کرتا ہے۔ لیکن افسوس کے بقول ان کے چودھویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہ آیا۔ حالانکہ چوتھائی حصّہ (25 سال) صدی گزر بھی گیا۔" (ملفوظات جلد ۵، صفحہ ۳۵۲)

سلطانی صاحب اگر صدی کا سر یعنی صدی سے ۲۵ سال گزر جانے کے بعد بھی مجدد آ سکتا ہے تو پھر کیا حضور علیہ السلام نعوذ باللہ اپنے مخالفین سے غلط بیانی کر رہے ہیں؟؟ ہرگز نہیں بلکہ حقیقت یہی ہے کہ صدی سے ۲۵ ویں سال پر صدی کے سر پر آنے

والے مجدد کے آنے کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ پھر ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ لوگ تکذیب کرتے ہیں کہ اس صدی کے مجدد کو نہیں مانتے۔ کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہو گا؟ صدی سے پچیس ۲۵ سال گذر چکے یعنی پُورا چوتھا حصہ صدی کا طے ہو گیا ہے۔ اب بتائیں کہ وہ مجدد کون ہے اور کہاں ہے؟" (ملفوظات۔ جلد ۵، صفحہ ۱۶۵)

سلطانی صاحب اگر مجدد صدی کے سر کے اختتام یعنی صدی سے ۲۵ سال گزرنے کے بعد بھی آسکتا ہے تو پھر حضور علیہ السلام کیوں اپنے مخالفین سے یہ کہہ رہے ہیں کہ صدی سے ۲۵ سال گزر چکے ہیں اب بتائیں کہ وہ مجدد کون ہے اور کہاں ہے؟ جناب والا حضور علیہ السلام کے یہ الفاظ کہ "صدی سے پچیس ۲۵ سال گذر چکے یعنی پُورا چوتھا حصہ صدی کا طے ہو گیا ہے۔ اب بتائیں کہ وہ مجدد کون ہے اور کہاں ہے؟" ثابت کر رہے ہیں کہ صدی سے ۲۴ سال گزرنے کے بعد ۲۵ ویں سال پر صدی کا سر ختم ہو جاتا ہے یعنی مجدد کے آنے کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اور مولویوں سے پوچھو وہ اقرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد آئے گا۔ لیکن ان سے پوچھا جاوے کہ اب بتاؤ کہ اس صدی کا مجدد کون ہے۔ تو جواب نہیں دیتے۔ حالانکہ چوبیس سال صدی میں سے گذر گئے۔۔۔" (ملفوظات۔ جلد پنجم، صفحہ ۱۲۵)

حضور علیہ السلام کا یہ حوالہ بھی یہی ثابت کرتا ہے کہ صدی سے ۲۴ سال گزرنے کے بعد یعنی ۲۵ ویں سال پر صدی کا سر یعنی مجدد کے آنے کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اگر صدی سے ۲۴ سال گزرنے کے بعد بھی مجدد آسکتا ہے تو حضور علیہ السلام کا اپنے مخالفین سے ایسا سوال کرنا عبث ٹھہرتا ہے۔ پھر اسی طرح آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جو کچھ ہمارا دعویٰ ہے کیا یہ صدی کے سر پر ہے یا نہیں؟ اگر ہم نہ آتے تب بھی ہر ایک عقلمند کے لئے اور خدا ترس کو لازم تھا کہ وہ کسی آنے والے کی تلاش کرتا۔ کیونکہ صدی کا سر آگیا تھا اور اب تو جب کہ بیس برس گزرنے کو ہیں اور بھی زیادہ فکر کی ضرورت تھی۔ (ملفوظات جلد دوم، صفحہ ۳۶۴)

اس حوالے میں اور بعض دوسرے حوالوں میں حضور علیہ السلام نے انیس (۱۹) اور بیس (۲۰) سال کے گزرنے پر اپنے مخالفین کو توجہ دلائی کہ اب تو صدی سے انیس یا بیس سال گزرنے کو ہیں یعنی صدی کا سر اور مجدد کے آنے کا وقت گزرنے کو ہے۔ اور یہی وجہ فکر تھی جس کی طرف حضور علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو توجہ دلائی تھی۔

سلطانی صاحب نے دانیال نبی کی پیشگوئی کا ذکر کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دانیال نبی کی پیشگوئی کے مطابق حضور علیہ السلام کو ۱۲۹۰ میں دعویٰ کرنا چاہیے تھا جبکہ آپ نے ۱۲۹۷ میں دعویٰ کیا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے ۷ سال تاخیر سے دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ تاخیر کی بات ان کی جہالت ہے۔ دانیال نبی کی پیشگوئی کا ذکر فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں کہ "دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا ہے" (روحانی خزائن جلد

۲۲صفحہ ۲۰۷)۔ حقیقت یہ ہے کہ دانیال نبی کی پیشگوئی میں مسیح موعود کے دعویٰ کرنے کے وقت کاذکر نہیں بلکہ آنے کا یعنی مبعوث ہونے کا عندیہ دیا گیا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کو خدا نے عین پیشگوئی کے مطابق مبعوث فرمایا تھا۔ یاد رہے کہ ۱۲۹۰ بھی چودھویں صدی کا سر ہی ثابت ہوتا ہے۔

اب آخر میں سلطانی صاحب کے ایک متضاد بیان کا ذکر کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ سلطانی صاحب لکھتے ہیں کہ۔ "کسی صدی کا ایک بڑا حصہ تقریباً چوتھا حصہ اپنی زندگی میں پانے والا مجدد اسی صدی کا سچا مجدد کہلائے گا۔ خواہ وہ صدی کا کوئی بھی حصہ پالے" (صفحہ نمبر۱) اور اسی مضمون میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ "جو مجدد صدی کا چہارم حصہ پالے اس صدی کا مجدد کہلائے گا" (صفحہ نمبر۷)

اب تیار ہو جائیں سلطانی صاحب کی ایک عظیم بونگی پڑھنے کیلئے۔ اپنے ایک دوسرے مضمون میں فرماتے ہیں۔ "نبی پاکؐ کے بعد مجددین میں سے تیرہ صدیوں میں صرف مرزا غلام احمد علیہ السلام خاص تھے جنہوں نے وحی والہام اور ماموریت کے دعویٰ کے بعد تیئس سال یا اس سے زیادہ عمر پانے کا اعزاز پایا؟" (وحی والہام کے دعویٰ کے بعد تیئس سال عمر پانا، صفحہ ۱)

گویا ان کے نزدیک ۱۳ صدیوں کے مجددین اپنے دعوے کے بعد ۲۳ سال سے کم عمر پا کر نعوذ باللہ کاذب و دجال ہی ثابت ہوئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ سب کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆